درکفے جامِ شریعت، درکفے سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

بیادگار

حضرت ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانی
رحمۃ اللہ علیہ

پندرہ روزہ

پشاور

الحسن

شاہ محمد غوث اکیڈمی یکہ توت، پشاور

شاہ محمد غوث اکیڈمی پشاور کا علمی مجلہ بیادگار حضرت ابو البرکات سید حسن صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ

پندرہ روزہ

رجسٹرڈ نمبر پی ۳۶۹

الحسن پشاور

مدیر اعلیٰ
فقیر محمد امیر شاہ
قادری گیلانی

منتظم اعلیٰ
سید غلام الحسنین
قادری گیلانی

شمارہ نمبر ۸ — جلد نمبر ۷

۱۶ اپریل ۱۹۹۶ء — ۲۷ ذیقعد ۱۴۱۶ھ

مدیر اعلیٰ (فقیر) محمد امیر شاہ قادری گیلانی نے رضوان پرنٹرز قصہ خوانی بازار پشاور سے
طبع کرکے یکہ توت پشاور سے شائع کیا

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	مصنف	صفحہ
۱	شذرہ	مدیر اعلیٰ	۲
۲	دیکھ لو (نعت)	سید خضر حسین شاہ چشتی	۵
۳	تفسیر القرآن الحسنیہ	مدیر اعلیٰ	۶
۴	انوار علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ	مدیر اعلیٰ	۹
۵	تجلیاتِ غوثیہ	مدیر اعلیٰ	۱۴
۶	غزل	حضرت علامہ سید نصیر الدین شاہ صاحب نصیر	۱۶
۷	آں کتابِ زندہ ۔ ۔ ۔ ۔	الحاج صوفی مشتاق احمد ایم اے	۱۷
۸	ہم کس راہ پہ گامزن ہیں؟	اقبال ریاض	۲۱
۹	سالانہ امراضِ چشم کانفرنس	ڈاکٹر محمد انعام قادری	۲۵
۱۰	استفتاء مع الجواب	حضرت علامہ مفتی خلیل الرحمٰن مجددی	۲۹

شذرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مدیر اعلیٰ

حضرت سید حسن صاحب قادری گیلانی رحمتہ اللہ علیہ کو وفات پائے تین سو ایک (۳۰۱) سال کا طویل عرصہ گذر چکا ہے۔ مگر آج بھی اُن کا مزار پر انوار مرجع خلائق ہے۔ گو کہ آپ جسمانی طور پر اس جہان فانی میں موجود نہیں۔ لیکن پھر بھی شب و روز بے شمار زائرین آپ کی تربت پر قرآن کریم پڑھتے۔ ذکر الٰہی کرتے۔ دعائیں مانگتے اور عقیدت کے پھول چڑھاتے ہیں...... کیوں؟

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے واذکرونی اذکرکم (اور تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا) اور اللہ کا یاد کرنا یہ ہے کہ وہ اپنے بندوں کے ذریعہ اپنے یاد کرنے والے کے لئے بلندی درجات کی دعاؤں کا ایک لامتناہی سلسلہ قائم فرما دیتا ہے لوگ کشاں کشاں آتے ہیں فاتحہ، درود اور سلام پڑھ کر یاد کرنے والے کی روح کو بخشتے ہیں۔ اور یہ سلسلہ رہتی دنیا تک جاری رہتا ہے۔

کارخانہ عالم میں بڑے بڑے بادشاہ اور مقتدر حاکم آئے۔ اور چلے گئے۔ زمانہ کی دستبرد نے ان میں بہتوں کے نشان تک مٹا دیئے ہیں۔ مگر اللہ کو یاد کرنے والے فقیر جنہوں نے اس کی رضا کے لئے دنیاوی عیش و آرام پر اشاعتِ دین متین اور خدمت خلق کو ترجیح دی، اس دار فانی سے گذر جانے پر بھی خدا کی مخلوق کی آنکھ کا تارا ہیں اور رہیں گے۔ حضرت سید حسن قادری رحمتہ اللہ علیہ ان بزرگوں میں سے ایک تھے۔ جنہوں نے اپنی تمام زندگیاں تبلیغ و اشاعتِ اسلام۔ احیائے سنت۔ اعلائے کلمتہ الحق۔ درس و تدریس دینی اور تزکیہ نفوس کے لئے وقف کردیں اپنے والد ماجد حضرت سید عبداللہ شاہ قادری رحمتہ اللہ علیہ الملقب بہ صحابی رسول سے علوم ظاہری اور باطنی کی تکمیل اور خرقتہ خلافت کے حصول کے بعد آپ نے اپنے چھوٹے بھائی سید شاہ محمد فاضل رحمتہ اللہ علیہ کی معیت میں بلاد ہند کا ایک طویل دورہ کیا۔ اور قریہ قریہ اور دیہہ بہ دیہہ اپنی قوت ایمانی سے لاتعداد ترستی ہوتی روحوں کو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے آب

حیات سے زندگی بخشی۔ اور مسلک محمدیہ پر جو دینی اور دنیوی کامرانی کی ضمانت ہے چلنے کی ہدایت فرمائی۔

دو جلیل القدر بھائیوں کا یہ مختصر قافلہ چلتے چلتے سنہ ۱۰۸۳ھ میں پشاور پہنچا، اور اس سرزمین کے مخصوص حالات کے پیش نظر مستقل قیام کی ٹھہری، مگر پھر بھی تبلیغی دوروں کا پروگرام جاری رہا۔ افغانستان کے متعدد مقامات کے دورے ہوئے۔ خصوصاً تین بار کابل تشریف لے گئے۔ اور اشاعتِ دین اور احیائے سنت کے سلسلہ میں بے مثال کامیابی ہوئی، ۱۰۹۰ھ کے لگ بھگ اسی کارِ خیر کے لئے کشمیر کا سفر اختیار کیا، اور اختتام سفر پر حضرت شاہ محمد فاضل رحمتہ اللہ علیہ کو یہ کام جاری رکھنے کے لئے اسی وادی میں مستقل سکونت اختیار کرنے کی ہدایت کی گئی، مؤخرالذ کرنے اس فرض کو عمر بھر نباہا، اور وہیں عمرِ طبعی گذار کر محلہ خانیار (سرینگر) میں مدفون ہوئے۔ ریاست کشمیر میں شاید ہی کوئی ایسا آدمی ہو جو ان کے کام اور نام سے واقف نہ ہو۔ حضرت سید حسن قادری رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی اور تعلیمات کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ عوام الناس کی اصلاح اس پیرائے سے فرماتے کہ وہ مفید اور شریف شہری بھی بنیں، اور برگزیدہ انسان بھی۔ دنیوی کاموں سے کماحقتہ عہدہ برآ ہوں اور قرآن وسنت کا دامن بھی استواری سے تھامے رہیں "صدق مقال"، "اکل حلال"، اور "ذکر مدام"، آپ کے پندو نصائح کے خاص عنوانات تھے آپ حقوق اللہ اور حقوق العباد کے تحفظ حرام اور حلال کی تمیز اور بلا تمیز رنگ ونسل اللہ کی مخلوق کی خدمت کا درس دیتے اور برائی سے بچنے کی تلقین فرماتے، خدا کے فضل وکرم سے جو بھی ان کی مجلس میں حاضر ہوتا۔ اس کی دنیا اور عاقبت دونوں سنور جاتیں غرض یہ کہ جسم اور روح دونوں کی متوازن اصلاح آپ کی تعلیمات کا طرہ امتیاز تھا۔

ہم سمجھتے ہیں کہ دور حاضر میں جبکہ جوہری توانائی کی دریافت اور دیگر فنی اور سائنسی تفتیشات نے مادی ترقی کے امکانات کو اور روشن کر دیا ہے۔ اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ روحانی ترقی اور پاکیزگیٔ نفس کی جدو جہد کو بھی تیز تر کر دیا جائے۔ ہم مادی ترقی کے مخالف نہیں، بلکہ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ خدا کی عطا کردہ صلاحیتوں کو بڑھ چڑھ کر بروئے کار لایا جائے تاکہ بہترین نتائج برآمد ہو سکیں مگر اس کے ساتھ ساتھ ہم کسی صورت میں بھی اس امر کی تائید نہیں کر سکتے کہ جسم تو پھلے پھولے مگر روح انسانی جو اللہ کی دی ہوئی

ایک لافانی طاقت اور خوبیوں کا لطیف سرچشمہ ہے۔ کند اور زار و نزار ہو کر رہ جاتے۔ اسے جلا دینے کی سعی کرنا اہل فکر و نظر کا کام ہے۔ اور ھم انہیں ان کے اس فرض کی طرف متوجہ کرتے ہیں، حضور سید حسن صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اس کام کے لئے جو اصول وضع کئے تھے۔ ان کا مختصر ذکر اوپر آچکا ہے۔ اگر ان اصولوں کو اپنا لیا جائے تو روح کا تزکیہ کچھ دشوار نہیں،

اللہ تعالیٰ سے ڈرتے --- اللہ تعالیٰ کو حاظر و ناظر جانیئے ___ اللہ تعالیٰ کا ہمیشہ ذکر کرتے رہیے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کیجئے --- سچ بولتے --- حلال کی کمائی کھاتیے --- عزم راسخ --- اور توکل۔ ہر وقت پیش نظر رکھتے۔

عزم وتوکل:- مومن از عزم وتوکل قاہراست گرنہ دارد ایں دو جوہر کافراست

قرآن وسنت:- اندکے گم شوبہ قرآن وخبر بازاے ناداں بہ خویش اندر نگر

ذکر مدام:- مرد میدان زندہ ازاللہ ہوبست زیرپائے او جہاں چارسوست (اقبال

نان حلال:- علم وحکمت زایدازنان حلال عشق ورقت آید ازنانِ حلال (مولانہ روم

روح:- مزہ الم میں ہے کچھ لطف خستگی میں ہے غرضکہ نشوونما روح کی اسی میں ہے

(اصغر گونڈوی ـ

خیرالناس من ینفع الناس

(ترجمہ) بہترین آدمی وہ ہے جو مخلوقِ خُدا کو فائدہ پہنچائے

(حدیث شریف

دیکھ لو

حضرت علامہ پیر سید خضر حسین شاہ صاحب چشتی

بن گیا آتش کدہ ظالم کا سینہ دیکھ لو
جل رہا ہے دشمنِ شاہِ مدینہ دیکھ لو
میں نے چھیڑا ہے ترانہ مصطفےٰ کے نور کا
آگیا ہے اس کے چہرے پر پسینہ دیکھ لو
سارے نبیوں کی جماعت میں نہیں جسکی مثال
اپنے جیسا اس کو کہتا ہے، کمینہ دیکھ لو
اس کی ہی گستاخیاں طوفان آخر بن گئیں
ڈوبتا جاتا ہے نجدی کا سفینہ دیکھ لو
کہہ رہا ہے دین کا باغی سخی شبیر کو
اس کی ہر رگ میں بھرا ہے بغض و کینہ دیکھ لو
گل فشاں بھی، نشترِ خوں خوار بھی، میرا قلم
شعر کہنے کا خضر حسن قرینہ دیکھ لو

گذشتہ
پیوستہ

تفسیر القرآن الحسنیہ

مدیر اعلیٰ

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ اعْتَدَوْا مِنكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ (٦٥) فَجَعَلْنَاهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ (٦٦)

اور البتہ تحقیق جان لیا تم نے ان لوگوں کو جنہوں نے تم میں سے ہفتے کے دن زیادتی کی پس حکم دیا ہم نے ان کو کہ ہو جاؤ بندر ذلیل، پس بنایا ہم نے ان کو عبرت واسطے ان کے جو تمہارے سامنے ہیں اور ان کیلئے جو تمہارے بعد آنے والے ہیں اور نصیحت ہے پرہیزگاروں کے لئے۔

لغت: اعْتَدَوْ: جمع مذکر غائب کا صیغہ ہے اس کا مصدر عدوان ہے، جس کے معنی نافرمانی، زیادتی اور حکم عدولی کے ہیں۔ اَلسَّبْت: ہفتے کے دن کو کہتے ہیں۔ بعض اہل لغت نے سبت کے معنی کام کو منقطع کرنے کے بھی لکھے ہیں لیکن انسب یہی ہے کہ اس سے مراد ہفتے کا دن ہے۔ قِرَدَۃ: بندر۔ خَاسِئِیْن: ذلیل و خوار، دھتکارے ہوئے۔ خسأ سے جمع مذکر اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ نَکَالًا: عبرت، عذاب، سزا۔

تفسیر: اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ، وعم نوالہ نے اس مقام پر بنی اسرائیل کی دین کے ساتھ بے ایمانی، منافقانہ چالبازی، فریب کاری اور حیلہ جوئی کا ذکر فرمایا نیز اس کے نتیجے میں ان کو دی جانے

والی سزا کا بھی ذکر کر کے درسِ عبرت و موعظت دلایا۔

دراصل شریعتِ موسوی میں ہفتے کا دن عبادت اور یادِ الٰہی کے لیے مخصوص تھا اور اس روز بنی اسرائیل کو دیگر مصروفیات یعنی دنیاوی کاروبار، کھیل کود، خرافات، لہو و لعب اور شکار وغیرہ کھیلنے سے منع کیا گیا تھا۔ لیکن حضرت داؤد علیہ السلام کے دورِ نبوت میں بنی اسرائیل نے منافقانہ روش اختیار کر لی اور اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کرتے ہوئے یہ حیلہ سازی اور فریب کاری شروع کر دی کہ ہفتے کے دن شکار بھی کرتے اور دریا کے کنارے تالاب بنا دیئے اور نالیاں کھود کر اُن تالابوں کو دریا سے ملا دیا۔ چونکہ ہفتے کے دن دریا میں مچھلیاں بکثرت موجود ہوتی تھیں تو اس دن وہ نالیوں کے دہانے کھول دیتے اور مچھلیاں پانی میں بہتی ہوئی اِن تالابوں میں جمع ہو جاتیں اور دوسرے دن یعنی اتوار کو یہودی انھیں پکڑ لیتے حضرت داؤد علیہ السلام نے انہیں اس دھوکہ دہی اور منافقت اور حیلہ سازی سے بار بار منع کرنے کی کوشش کی لیکن وہ باز نہ آئے تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُنھیں رسوا کُن سزا دی۔ اُن کے حلیئے بگاڑ کر بندروں کی شکل و صورت میں تبدیل کر دیا جس سے وہ ذلّت و خواری میں مبتلا ہو گئے۔

بیہقی وقت حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان لوگوں کا بندروں کی صورت میں مسخ کیئے جانے والے حکم الٰہی کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔ "امرِ تکوینی" (یہ امرِ تکوینی سے ہے) یعنے اللہ تبارک و تعالیٰ ہر چیز پہ قادر ہے اور وہ جس چیز کو جو بھی حکم فرمائے

وہ فوراً اسی طرح ہو جاتی ہے۔

بنی اسرائیل کی اس حیلہ سازی کا ذکر قرآن مجید فرقان حمید کی سورۂ اعراف کی آیت ۱۶۳ تا ۱۶۷ میں تفصیل سے کیا گیا ہے۔

اس میں اہلِ کتاب اور عامۂ انسانیت کو یہ درسِ عبرت و موعظت دیا گیا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے دین کے ساتھ دھوکہ دہی، فریب کاری اور منافقت سے گریز کیا جائے اور نبیٔ آخر الزمان، رحمۃُ اللعالمین جناب محمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی نبوّت و شریعت کی پیروی دل و جان سے کرنی چاہیئے اور اس کے احکامات میں تحریف، تبدیلی، منافقت اور نفسانی و شیطانی چالبازیوں اور ریشہ دوانیوں سے بچنا چاہیئے ورنہ تمہارا بھی یہ انجام ہو سکتا ہے۔

لہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی، تفسیر مظہری، اشاعۃ العلوم، حیدر آباد دکن ج ۱ ص ۷۹

اندکے گم شو بہ قرآن و خبر
باز اے ناداں بہ خویش اندر نگر

زِ اجتہادِ عالمانِ کم نظر
اقتداء بر رفتگاں محفوظ تر

(اقبال)

گذشتہ سے پیوستہ

انوار علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

مدیر اعلیٰ

حدیث ۱۸ انبأنا ابوداؤد[۱] قال حدثنا ابو نعیم[۲] قال حدثنا عبد الملک[۳] بن ابی غنیۃ قال حدثنا الحکم[۴] عن سعید[۵] بن جبیر عن ابن عباس[۶] عن بریدۃ قال خرجت مع علیٍّ الی الیمن فرأیت منہ جفوۃ فقدمت علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فذکرت علیًّا فنقصتہ فجعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یتغیّر وجہہ وقال یا بریدۃ الست اولٰی بالمؤمنین من انفسہم قلت بلٰی یا رسول اللہ قال من کنت مولاہ فعلیٌّ مولاہ۔

ترجمہ بریدہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں (جناب) علی (المرتضیٰ) کے ساتھ یمن کی طرف نکلا۔ پس میں نے ان میں سختی کرنا دیکھا۔ جس وقت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ تو حضرت) علی کا ذکر کیا اور ان کی شکایت کی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رخ انور متغیر ہونے لگا اور ارشاد فرمایا اے بریدہ! کیا میں مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک نہیں ہوں؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہاں! تو ارشاد فرمایا جس کا میں مولا ہوں تو علی بھی اس کا مولا ہے۔

تشریح ارشاد ہے "کیا میں مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک نہیں ہوں"۔ یعنی دنیا اور دین کے تمام امور میں، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ان پہ نافذ اور نبی کی اطاعت واجب

اور نبی کے حکم کے مقابل نفس کی خواہش واجب الترک، یا یہ معنی ہیں کہ نبی مؤمنین پر ان کی جانوں سے زیادہ راحت و رحمت اور لطف و کرم فرماتے ہیں اور نافع تر ہیں۔ بخاری و مسلم کی حدیث ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر مؤمن کے لئے دنیا و آخرت میں سب سے زیادہ اولی ہوں اگر چاہو تو یہ آیت پڑھو۔ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ ۔ (خزائن العرفان از مولینا نعیم الدین صاحب مرادآبادی)۔ ارشاد ہے "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہاں" یعنی یقیناً آپ ہماری جانوں کے مالک ہیں۔

(اسنادہ صحیح ۔ (الواسحاق الحوینی، تہذیب خصائص الامام علی ص۴۷)

حدیث ۵/۸۲ اخبرنی زکریا[۱] ابن یحیی قال حدثنا نصر[۲] بن علی قال انبانا عبد[۳] اللہ بن داؤد عن عبد[۴] الواحد بن ایمن عن ابیہ[۵] ان سعد[۶]اً قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔

ترجمہ سعد سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "کہ جس کا میں مولا ہوں تو علی بھی اس کا مولا ہے"۔ صحیح۔ (رجال السند من رجال البخاری سوی الشیخ المؤلف وھو ثقۃ) یہ حدیث صحیح ہے اس کی سند کے رجال بخاری کے رجال ہیں سوائے مؤلف کے شیخ کے اور وہ ثقہ ہے۔

(احمد میرین البلوشی، خصائص المومنین ص۹۹)

حدیث ۶/۸۳ انبانا قتیبۃ[۱] بن سعید قال حدثنا ابن[۲] ابی عدی عن عوف[۳] عن میمون[۴] بن ابی عبد اللہ قال قال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔

ترجمہ میمون بن ابی عبداللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ "جس کا میں مولا ہوں علی بھی اس کا مولا ہے"

حدیث ۸۴ انبأنا قتیبۃ بن سعید قال حدثنا ابن عدی عن عوف عن میمون بن ابی عبداللہ قال قال زید بن ارقم قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال الستم تعلمون انی اولی بکل مؤمن ومؤمنۃ من نفسہ قالوا بلی نشھد لانت اولی بکل مؤمن من نفسہ قال فانی من کنت مولاہ فھذا مولاہ واخذ بید علی

ترجمہ زید بن ارقم فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کھڑے ہوئے پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان فرمائی پھر ارشاد فرمایا، کیا تم نہیں جانتے کہ میں ہر ایک مسلمان مرد اور عورت کی جان سے زیادہ اس کا مالک ہوں"۔ صحابہ کرام نے عرض کیا ہاں! ہم گواہی دیتے ہیں کہ ضرور آپ ہر ایک مسلمان کی جان سے زیادہ مالک ہیں"۔ ارشاد فرمایا "پس یقیناً جس کا میں مولا ہوں پس اس کا یہ مولا ہے"۔ اور (جناب علی المرتضیٰ) کا ہاتھ پکڑا۔

تشریح:۔ ارشاد ہے "ضرور آپ ہر ایک مسلمان کی جان سے زیادہ مالک ہیں"۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مسلمانوں کو اسی بات کا حکم فرماتے ہیں جس میں اُن کی دنیا و آخرت کی بھلائی ہو۔ ارشاد ہے "اور جناب علی (المرتضیٰ) کا ہاتھ پکڑا"۔ یعنی تمام لوگوں کو دکھایا

کہ یہ علی وہ ہیں کہ تمام مسلمانوں کے آقا ہیں۔

حدیث ۸۵ انبأنا محمدؒ[1] بن یحییٰ بن عبداللہ النیساپوری واحمد[2] بن عثمان بن حکیم قالا حدثنا عبیداللہ[3] بن موسیٰ قال انبأنا ھانی[4] بن ایوب عن طلحۃ[5] الایامی قال حدثنا عمیر[6] بن سعد انّہٗ سمع علیًّا وھُوَ یَنشُدُ فِی الرَّحبۃِ مَن سمع رسولُ اللہ صلّی اللہُ علیہِ وآلہٖ وسلَّمَ یقُولُ مَن کُنتُ مولاہُ فعلیٌّ مولاہُ فقامَ بِضعۃَ عشرَ فَشَہِدُوا۔

ترجمہ عمیر بن سعد سے روایت ہے یہ کہ انہوں نے (جناب) علی (المرتضیٰ) سے سُنا۔ اسی حال میں کہ وہ مسجدِ کوفہ کے صحن میں پوچھتے تھے کہ کسی شخص نے حضور رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے تھے کہ "جس کا میں مولا ہوں تو علی بھی اس کا مولا ہے" تو کچھ اُوپر دس اشخاص کھڑے ہوئے اور گواہی دی۔

حلِّ لغت یُنشِدُ: وہ پوچھتے تھے۔ سوال کرتے تھے۔ الرَّحبۃ: کوفہ کی جامع مسجد کی صحن میں۔ ایک محلہ بھی اسی نام کا ہے۔
بِضعَۃ: تین سے نو تک کو کہتے ہیں۔

تشریح ارشاد ہے "وہ مسجدِ کوفہ کے صحن میں پوچھتے تھے" یعنی ایک بہت بڑے صحابہ کرام کے اجتماع میں جو کوفہ کی جامع مسجد کے صحن میں تھا۔ یہ پوچھتے تھے۔

ارشاد ہے۔ "کچھ اوپر دس اشخاص نے گواہی دی"۔ یعنی دس سے زیادہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے گواہی دی کہ یہ حدیث مبارک ہم نے حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنی ہے اور صحیح ہے۔ اسنادہٗ صحیحٌ وحسنٌ

(احمد میرین البلوشی رخصائص امیرالمؤمنین علی ابن ابی طالب ضـ۱)

(جاری ہے)

بلغ العلیٰ بکمالہٖ
کشف الدجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ
صلّوا علیہ وآلہٖ

گذشتہ
پیوستہ
تجلیاتِ غوثیہ
مدیرِ اعلیٰ

اور سالک کے لیے نہایت ہی ضروری ہے کہ حبسِ دَم کے وقت قلب کے اندر نقطۂ نور پر اپنی نظر مضبوطی سے جمائے رکھے اور اس نور کو دیکھتا رہے کیونکہ وہ نور پھیلتا ہے اور سورج کی طرح روشنی پیدا کرتا ہے اور اس نور سے عالَمِ مثال اور عالَمِ ملکوت کھُل جاتے ہیں اور جس وقت حبسِ دم کرے یعنی سانس بند کرے تو تصوّر میں لَآ اِلٰہَ کہے اور جب سانس چھوڑے تو تصوّر ہی میں اِلَّا اللّٰہ کہے۔ اور سالک کو چاہیئے کہ قلب کے اندرونی نور پر نظر جمائے رکھے تاکہ اس کی چمک غالب ہو جائے، دل صاف ہو جائے اور حقائق جلوہ آراء ہو جائیں۔

اور اس ذکر کے کرنے میں بڑے بڑے فائدے ہیں اور اس ذکر کو حبسِ کبریٰ کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں اور بعض حضرات نے حبس کو اس طریقے پر بھی بیان کیا کہ سانس کو پیٹ میں بند کیا جائے اور بعض حضرات سانس کو دماغ میں بند کرنے کا ارشاد فرماتے ہیں اگرچہ دماغ میں سانس کافی وقت تک رُکا رہتا ہے لیکن ذکر کی کثرت پیٹ میں حبس کرنے سے زیادہ ہوتی ہے اور بعض بزرگوں نے ضرب کے ساتھ حبس کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ جبکہ کچھ بزرگ بغیر ضرب کے بھی فرماتے ہیں لیکن بلا ضرب حبس بہت نفع بخش ہے اس میں حبس زیادہ ہوتا ہے اور گرمی بھی باقی رہتی ہے۔

اے سالک جان لے کہ اس کی تفصیل یہ ہے کہ لطیفۂ اولیٰ قلب ہے۔ جس کا مکان بائیں پستان کے نیچے ہے، جب اسم اللّٰہ، لطیفۂ قلبی میں

جاری ہو جائے اور وہ یُوں کہ قلب ہر وقت متحرک رہے اور اس کی حرکت سے اسم اللہ کی سمجھ آنے لگے اور کسی وقت بھی غفلت کا احساس نہ ہو اور خُوب لذّت محسوس ہوتی رہے تو یہ قلب کے جاری ہونے کی علامت ہے

اور اس کے بعد جب دائیں پستان کے نیچے بھی ذکر اسم اللہ اسی طرح جاری ہو جائے اور ہر وقت متحرک رہے اور اس حرکت سے اسم اللہ کی سمجھ آنے لگے تو یہ ذکر روحی کے جاری ہونے کی علامت ہے اور اس کو لطیفہ روحی کہتے ہیں اور جب یہ حرکت سینہ کے اندر پیدا ہو جائے تو یہ ذکر سرّی کے جاری ہونے کی علامت ہے اور اس کو لطیفۂ سرّی کہتے ہیں اور جب ناف سے تقریباً تین چار اُنگل نیچے مذکورہ حرکت معلوم ہو اور اسم اللہ کا ذکر سمجھ میں آنے لگے تو یہ ذکر نفسی جاری ہونے کی علامت ہے اس کو لطیفۂ نفسی کہتے ہیں اور جب پیشانی میں ذکر اسم اللہ جاری ہو جائے اور اس کی حرکت معلوم ہونے لگے تو یہ ذکر خفی کے جاری ہونے کی علامت ہے اور اس کو لطیفہ خفی کا نام دیتے ہیں اور جب تارک یعنی سر پر ذکر اسم اللہ جاری ہو جائے اور ہر وقت وہ حرکت ذکر کے ساتھ معلوم ہونے لگے تو یہ ذکر اخفیٰ کے جاری ہونے کی علامت ہے اس کو لطیفۂ اخفیٰ کہتے ہیں اور جب تمام وجود یعنی پوست رگ رگ اور بال بال میں ذکر اسم اللہ جاری ہو جائے اور سمجھ میں آنے لگے تو اس ذکر کو سلطان الاذکار کہتے ہیں۔ (جاری ہے)

لے عالم مثال :۔ یہ عالم برزخ ہے جو عالم ملکوت اور عالم ناسوت کے درمیان ہے۔ سے عالم ملکوت:

غزل

حضرت علامہ سید نصیر الدین شاہ صاحب
نصیر گیلانی نبیرۂ اعلیٰ حضرت گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ

اُٹھا رباب کہ شغلِ شراب ہے ساقی
اب انتظار کی صورت عذاب ہے ساقی

ہجومِ غم ہے، شبِ ماہتاب ہے ساقی
شراب دے کہ بڑا اضطراب ہے ساقی

بچی کھچی ہی سہی، مجھ پہ بھی کرم فرما
زمانہ در سے ترے فیضیاب ہے ساقی

جو زلف میں ہو تو زینت، جو دل میں ہو تو خلش
نہیں تو ایک ہی شے پیچ و تاب ہے ساقی

مجال ہے جو کوئی آنکھ بھر کے دیکھ سکے
تری جبیں صفتِ آفتاب ہے ساقی

شراب جھوم کے دے، جام چوم چوم کے دے
کسی کی پیاس بجھانا ثواب ہے ساقی

نگاہ وسعتِ کون و مکاں کو جانچے کیا
وفورِ جلوہ تو خود اک حجاب ہے ساقی

وہ پاس ہوں، تو حقیقت ہے خواب کا عالم
وہ دُور ہوں، تو حقیقت بھی خواب ہے ساقی

وہ ایک شعلہ عطا ہو کہ دل کی آگ بجھے
نصیر وقفِ غم و اضطراب ہے ساقی

گذشتہ
پیوستہ

آں کتاب زندہ....

صوفی مشتاق احمد
ایم۔ اے

قرآن میں نباتات و فواکہ

جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے خالقِ لایزال نے اپنے حسنِ بے مثال اور جمالِ دلربا کی ادنیٰ ترین جھلک دکھانے کے لئے پانی کو حیات آفرینی کی طاقت عطا فرمائی چنانچہ زمین قسما قسم کے دلفریب اور دلکش نباتات (پھول، ڈال شگوفے) سے آراستہ و پیراستہ ہو کر مزین و پُرکشش بن گئی۔ (سورہ یونس۔ رکوع ۳)

قرآن پاک میں نباتات اور فواکہ کا ذکر بے شمار مقامات پر کس وضاحت کے ساتھ کیا گیا ہے ملاحظہ کیجئے (سورۂ انعام رکوع: ۱۲ پ ۷)

وَھُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً .... لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ۝ (یعنی اللہ رب العزت وہ قادرِ مطلق ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا۔ پانی نے (سینۂ ارض کو چھید کر) قسما قسم کی ننھی ننھی کونپلیں نکالیں۔ پھر ان کونپلوں کو ہری ہری ٹہنیوں کی شکل میں پروان چڑھایا۔ ان ٹہنیوں سے (پختگی کے بعد) غلے کے گتھے ہوئے دانے نکالے کھجور کے گابھے میں سے تہہ در تہہ گچھے نمودار ہوتے ہیں۔ (جو مارے بوجھ کے) جھکے پڑتے ہیں۔ بعض جگہ انگور زیتون اور انار کے باغات ہیں۔

ان میں سے بعض پھل ایسے ہیں جو (شکل و صورت کے اعتبار سے) آپس میں ملتے جلتے ہیں اور (رنگ و بو اور ذائقہ کے لحاظ سے) جدا جدا ہیں۔

یہ پھل شروع شروع میں کچے بدمزہ اور کھانے کے قابل نہیں ہوتے ہیں لیکن جب پک جاتے ہیں تو خوش نما، خوش ذائقہ اور لذیذ ہو جاتے ہیں۔ بیشک (ان بیان کردہ حقائق میں)، ان لوگوں کے لیے جو اللہ جل جلالہٗ (کی عظمت و کبریائی) پر ایمان رکھتے ہیں قدرتِ خدا کی بہت نشانیاں ہیں۔

ایک دوسرے مقام پر رب العزت نے پانی سے بار آور ہونے والے نباتات اور فواکہہ کا ذکر یوں فرمایا ہے (ملاحظہ کریں سورۃ الرّعد رکوع ۱ پ ۱۳) وَهُوَ الَّذِي مَدَّ الْأَرْضَ .... لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۝ اللہ ہی وہ قادرِ مطلق ہے جس نے زمین کو پھیلایا (اگرچہ ماہرینِ طبقات الارض کی تحقیقات کے مطابق زمین اپنی طبعی ساخت کے لحاظ سے گول ہے مگر خطۂ ارض کے مقامی اعتبار سے چپٹی ہے۔)

نیز اس میں بڑے بڑے وزنی پہاڑ اور دریا بنائے اور زمین میں (اپنی قدرت کاملہ کے طفیل) ہر طرح کے پھلوں کی دو دو قسمیں پیدا کیں (یہ اقسام رنگ، ذائقہ، تاثیر اور جنس کے اعتبار سے سیاہ و سفید، سرخ و سبز، ترش و شیریں، گرم و سرد، خشک و تر اور نر و مادہ وغیرہ ہیں وہی ذاتِ بے ہمتا رات کو دن کا پردہ پوش کر دیتا ہے بے شک (کائنات کے ان اسرار و رموز اور حقائق پر) غور و فکر کرنے والے لوگوں کے لیے (قدرتِ خدا کی بے شمار) نشانیاں موجود ہیں، اور زمین میں ایک دوسرے کے قریب (کچھ کچھ فاصلے کی دوری پر) مختلف نوع کے قطعے پائے جاتے ہیں۔ (کوئی قابلِ زراعت، کوئی بانجھ، کوئی پتھریلے، کوئی ریتلے کوئی زرد، کوئی سرخ، کوئی سفید اور کوئی سیاہ وغیرہ وغیرہ، غرضیکہ قدرت

نے علاقائی ماحول اور ضروریات، زمین کی قدرتی ساخت اور طبعی خواص کے لحاظ سے قطعات پیدا کیئے) کہیں انگور کے باغات، کہیں لہلہاتی کھیتیاں، کہیں کھجور کے درخت دو طرح کے بعض ایک تنے سے نکل کر اُوپر جاکر دو شاخ ہو جاتے ہیں. بعض نہیں ہوتے، حالانکہ سبھی ایک پانی سے سیراب ہوتے ہیں (سبھی ایک ہی قسم کی ہوا سے بہرہ مند ہوتے ہیں اور ایک ہی سُورج کی تمازت سے پختگی حاصل کرتے ہیں) باوصف اس کے ہم بعض پھلوں کو دوسرے قسم کے پھلوں پر برتری دیتے ہیں۔ بے شک صاحبان فہم و فراست کے لیے قدرت کی اس صنعت گری میں سبق آموز نشانیاں ہیں۔

ایک دُوسرے مقام پر رب العزّت نے انسان کی توجّہ اُس کی خوراک کی طرف مبذول کرتے ہُوئے ارشاد فرمایا۔ "فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖ .... مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ" (پ ۳۰ سورۂ عبس) "یعنی آدمی کو چاہیئے کہ وہ اپنی خوراک کے متعلق سوچے کہ وہ دانے سے لُقمہ تر بننے تک کن مراحل سے گذرتی ہے اور پھر ہاضمے کے حیرت انگیز نظام کی مدد سے جزو بدن بنتی ہے، اے انسان غور سے سُنو!) ہم نے ہی اُوپر سے (یعنی بادل سے) پانی برسایا پھر ہم نے ہی (بیج کو ایسی طاقت دی کہ اُس نے پانی کی مدد سے) سینۂ ارض کو چاک کیا. پھر بھلا ہمارے سوا اور کون ہو سکتا ہے جس نے بیج سے اناج، انگور، ترکاریاں، زیتون، کھجوریں، گھنے گھنے باغ، قسما قسم کے میوے اور چارہ اُگایا۔ یہ سب نعمتیں اللہ پاک نے تمہارے اور

تمہارے چوپایوں کے لئے پیدا کیں۔ (تاکہ تم سب خیر الرازقین کے فضل و کرم سے رزق حاصل کر کے جسم و جان کا رشتہ قائم رکھ سکو)

ایک دوسری جگہ پانی کی قوت نمو کا بیان ایک دوسرے پیرائے میں کیا گیا ہے۔ دیکھئے پارہ ۲۲: سورۂ فاطر رکوع ۴۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ...... اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ۝ (یعنی اے انسان! کیا تو نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ اللہ جل جلالہٗ نے ہی آسمان (پر تیرتے بادلوں) سے پانی برسایا پھر ہم نے زمین سے مختلف رنگتوں (مثلاً سبز، سرخ، زرد، کالے، بھورے وغیرہ وغیرہ طرح طرح کے انار، سیب، کھجور، انجیر، انگور وغیرہ وغیرہ بے شمار انواع و اقسام) کے پھل پیدا کیے۔ اسی طرح پہاڑوں میں، مختلف رنگتوں کے تہہ دار طبقے تخلیق کیے۔ ان میں بعض سفید، بعض سرخ، بعضی بہت گہرے سیاہی مائل ہیں۔ اسی طرح انسانوں جانوروں اور چوپایوں میں بھی (میوہ جات اور تہہ دار چٹانوں کی مانند) کئی رنگ پائے جاتے ہیں۔ (ان حقائق کو وہی لوگ بنظرِ عمیق دیکھ کر عبرت حاصل کرتے ہیں جو اللہ کی عظمت و جلال، صناعی اور قدرتِ کاملہ پر ایمان رکھتے ہیں۔ یاد رکھو خالق عزّ و جل کی عظمت و کبریائی سے وہی لوگ ڈرتے ہیں جو آثار قدرت کے اسرار و رموز کا علم رکھتے ہیں بے شک اللہ تعالیٰ زبردست قدرت کا مالک ہے۔ اور خطا کاروں کو بخشنے والا ہے۔ (بشرطیکہ وہ صمیم قلب سے بخشش کے طلب گار ہوں)

(جاری ہے)

ہم کس راہ پر گامزن ہیں؟

دینِ حق کے پیروکاروں کے لئے لمحۂ فکریہ!

اقبال ریاض

بیسویں صدی اب اختتام کو پہنچنے والی ہے اور دُنیا ۲۱ ویں صدی میں داخل ہونے والی ہے۔ ہر ملک کی یہ خواہش نظر آتی ہے کہ وہ اتحاد استحکام ترقی اور خوشحالی کے ساتھ اکیسویں صدی کا استقبال کرے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ دُوسرے ممالک کیا کر رہے ہیں اور ہم کس راہ پر گامزن ہیں۔ راجیو گاندھی کی بیوہ سونیا گاندھی نے خدا جانے کس سوچ اور ترنگ میں آ کر کچھ ایسی باتیں کہہ دی ہیں۔ جنہوں نے پاکستانیوں کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے۔ حقیقت کیا ہے۔ بزرگانِ قوم اس کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ ایک خدا، ایک رسول، ایک قرآن اور ایک ہی دین کے پیروکار مسلمان جنہوں نے متحد ہو کر اپنے لئے ایک الگ وطن حاصل کر لیا ہے۔ اپنے ماضی کو فراموش کرنے کے بعد مختلف قبیلوں، فرقوں اور ذاتوں میں بٹ چکے ہیں۔ صوبائیت، علاقائیت، لسانیت اور قبیلہ پرستی کے رجحان نے ایک متحد اور منظم قوم کا شیرازہ بکھیر دیا ہے۔ اور وہ مختلف معاملات نظریات اور مسائل کی بناء پر آپس میں ہی دست و گریباں نظر آتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں اُنہیں غیروں کے ہاتھوں ذلّت اٹھانی پڑ رہی

ہے اور اسلام کے وہ دشمن جو اُن کے متحد ہونے کی صورت میں اُن کا بال بیکا بھی نہیں کر سکتے تھے۔ اب مختلف ہتھکنڈوں اور سازشوں کے ذریعے انہیں کمزور اور منتشر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور کسی طور پر بھی انہیں متحد ہونے نہیں دینا چاہتے۔ کیونکہ کمیونزم کے منتشر اور مغلوب ہونے کے بعد وہ اسلام کو اپنے لئے خطرہ سمجھتے ہیں۔ لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ مسلمان یہ سب کچھ جاننے، دیکھنے اور سمجھنے کے باوجود صورتحال کا احساس کرنے سے عاری ہیں اور شُترمُرغ کی طرح ریت میں مُنہ چھپا کر طُوفان کے گُذر جانے کا انتظار کر رہے ہیں۔ حالانکہ وقت کسی کا انتظار نہیں کرتا اور نہ قدرت ہی کسی قوم کی اجتماعی اور سیاسی غلطیوں کو نظر انداز کرتی ہے۔"

کچھ عرصہ قبل کی بات ہے۔ دہلی کے ایک مقتدر ہندو ٹھاکر شام سنگھ نے دہلی کے ایک معروف ہفت روزہ "نئی دُنیا" کے مُسلمان ایڈیٹر "عبدالوحید صدیقی" کے نام ایک خط لکھا جو مسلمانوں کے نام تھا۔ اسی خط کے مندرجات حسب ذیل ہیں:

"آپ کے اخبارات میرے مطالعہ میں رہتے ہیں۔ یہ کُتب بینی کے مشاغل میری تنہائیوں کے ساتھی ہیں۔ اس کے علاوہ مجھے مذہب اسلام اور دُنیا کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کا جنون کی حد تک شوق ہے۔ تاریخِ اسلام پڑھنے کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ مذہب اسلام تلوار کے زور پر نہیں اخلاق کی طاقت پر پھیلا ہے۔ احادیث صلعم اور قرآن پاک کا مطالعہ دِل کی عمیق گہرائی سے کیا جس نے میرے تاریک دماغ کو روشن کر دیا اور میں یہ کہنے پر مجبور ہو گیا ہوں کہ سب سے اچھا دھرم اسلام ہے، مگر مسلمان

کی موجودہ حالت کو دیکھتے ہوئے آنکھوں میں آنسو بھر آتے ہیں۔ یہ دُنیا کی فاتح قوم، ماں کی سوگندھ، خُدا کو چھوڑ کر پستی کی عمیق کھائیوں میں جا گری ہے۔ قرآن ایسی حکمتوں والی کتاب اس قوم کی اصلاح کے لئے ہر وقت موجود، مگر افسوس کہ یہ قوم اندھیرے میں بھٹک رہی ہے۔ قرآن ایسا رہبر، اُن کے پاس، مگر یہ رہبر کی متلاشی ہے اور کبھی مغرب کی طرف دیکھتی ہے اور کبھی شمال کی طرف۔

مَیں پتھر کی مورتیوں میں خدا کو تلاش کرنے والا ہندو، قرآن پاک کا مطالعہ کرنے کے بعد اعلان کرتا ہوں کہ دُنیا میں نہ کوئی چھوٹا ہے نہ کوئی بڑا، نہ گورا، نہ کالا۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ پڑھنے کے بعد مَیں اعلان کرتا ہوں کہ دنیا کا ایک انسان میرا بھائی ہے۔ خدا کا یہ درس پڑھنے والے مسلمانو! ایک امام کے پیچھے ایک صف میں کھڑے ہونے والے مسلمانو! ایک اللہ، ایک رسول، ایک قرآن پر ایمان رکھنے والے بھائیو! میں ایک ہندو تم سے سوال کرتا ہوں کہ آج یہ تم میں جولاہے، تیلی، نائی، قصائی، شیخ، سیّد، مغل، پٹھان والی تفریق کیوں ہے۔ اور آپس میں ہی آپ قومیت کے ناطے دست و گریباں کیوں ہیں۔ ایسا کیوں ہے کہ مسلمان ہو کر بھی تم شیعہ، سُنّی اور بریلوی ہو اور ہر ایک دُوسرے کا گلا کاٹنے کو پھرتا ہے۔ اس کا جواب تمہارے پاس کچھ نہیں

اس کا جواب تمہاری آنکھوں کو اشکوں سے اور رُوح و قلب کو سوز و گداز سے بھر دے گا۔ دشمن ایسے ہی پہلو سے آپ پر حملہ کرتا ہے اور یہی پہلو ہے جو آپ لوگوں کی پریشانیوں میں اضافہ کر رہا ہے۔ مٹا دو اس تفریق کو، شادی بیاہ کر و آپس میں۔ مردم شماری میں قومیت مسلمان، مذہب اسلام لکھو۔ اس کے سوا کوئی ذات نہ لکھو۔ مذہب اسلام اُونچ نیچ کی تفریق مٹانے اور گورے کالے کو

مٹانے کے لئے آیا ہے۔ کیا اب بھی تم بیدار نہیں ہوئے۔ تمہاری کمزوری نے تمہیں کہیں کا نہ رکھا۔ ایک دوسرے کو بُرا بھلا کہنے کے بجائے مل کر رہو۔ ایک دوسرے کو چھوٹا بڑا سمجھنے کے بجائے ایک سا سمجھو۔ تم ایک دوسرے کی اصلاح مت کرو۔ بلکہ ہر آدمی قرآن کی روشنی میں اپنی اصلاح آپ کرے۔ یہ مراسلہ میں مسلمانوں کے نام تحریر کر رہا ہوں کہ جب ان کا مذہب، ان کی کتاب، ان کا رسول اس قدر عظیم انقلابی پیغام دیتے ہیں تو مسلمان کیوں اِدھر اُدھر بھٹک رہے ہیں۔ وہ کیوں ذلیل و رسوا ہیں۔ انہوں نے خود کو کیوں ٹکڑیوں میں بانٹ رکھا ہے۔ مسلمانو! مسلمان بن کر دکھاؤ۔ ساری دُنیا تمہارے پیچھے چلے گی۔

(ٹھاکر شیام سنگھ، محلہ کانتھ واڑہ، دیوبند شریف)

قلم

کیسے کیسے خوشنما موتی پروتا ہے قلم
جب نبی کی نعت میں مصروف ہوتا ہے قلم
کم خارِ مغیلان عرب سے اس کی نوک
جب کہ یورپ کے کفِ پا میں چبھوتا ہے قلم

مولانا ظفر علی خان (مرحوم)

سالانہ امراضِ چشم کانفرنس

★ ڈاکٹر محمد انعام قادری سنہری مسجد روڈ پشاور صدر

اُنیسویں (19) سالانہ کانفرنس برائے امراضِ چشم زیرِ اہتمام انجمن ماہرین امراضِ چشم پاکستان مورخہ ۱۲ سے ۱۴ مارچ ۱۹۹۶ء نشتر ہال پشاور میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس کا انتظام ماہرینِ امراضِ چشم پاکستان پشاور برانچ نے کیا کانفرنس سے ایک دن پہلے یعنی ۱۱ مارچ کو ملکی وغیر ملکی ماہرین امراضِ چشم صاحبان نے پورا دن آنکھ کے پچھلے پردے (RETINA) ریٹنا جو کہ آنکھ کو دماغ کے ساتھ ملاتا ہے۔ پر تفصیلی لیکچر دیئے۔ اس کے علاوہ سوال جواب اور تصویروں کی مدد سے نوجوان ماہرِ امراضِ چشم ڈاکٹر حضرات کو سیر حاصل معلومات باہم پہنچائی گئی۔ اور اپنے مشاہدات و تجربات سے ایک دوسرے کو آگاہ کیا گیا۔

۱۲ مارچ کو کانفرنس کا افتتاح ہُوا۔ وزیرِ اعلیٰ سرحد جناب آفتاب احمد خان شیر پاؤ کی اسلام آباد مصروفیت کی وجہ سے وزیرِ صحت جناب عبد الحلیم خٹک صاحب نے کانفرنس کا افتتاح کیا۔ آغاز تلاوتِ کلام پاک سے ہُوا۔ قاری رُوح اللہ صاحب نے تلاوت و ترجمہ پیش کیا۔ اس کے بعد پروفیسر حافظ ضیاء الاسلام صاحب صدر انجمن ماہر امراضِ چشم صُوبہ سرحد نے خطبۂ استقبالیہ پیش کیا۔ جس کے مطابق "یہ انیسویں کانفرنس جو کہ پاکستان میں منعقد ہو رہی ہے۔ پشاور میں پانچویں ہے۔ اس کانفرنس

میں تین سو کے قریب ملکی وغیر ملکی مندوبین شرکت کریں گے۔ برطانیہ امریکہ جاپان فرانس اور سعودی عرب کے مندوبین شامل ہیں۔" ڈاکٹر صاحب نے مزید بتایا کہ "اقوام متحدہ کے مطابق پاکستان میں تقریباً پندرہ لاکھ نابینا افراد ہیں جن میں سالانہ ایک لاکھ افراد کا اضافہ ہو رہا ہے۔ صوبہ سرحد میں تقریباً آبادی کے حساب سے ۲ فیصد لوگ دونوں آنکھوں میں نابینا ہیں جبکہ ایک آنکھ سے معذور لوگوں کی تعداد آبادی کے حساب سے ۱،۱۰۹، ۴،۱۵ لوگ صوبہ سرحد میں کم بینائی کے مریض ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ۷۷ فیصد مریض سفید پردے کی وجہ سے نابینا ہیں۔ جو کہ سو فیصد قابل علاج بیماری ہے۔ جس پر اگر توجہ دی جائے اور وسائل موجود ہوں تو آبادی کا یہ حصہ بھی صحت مند شہریوں کی صف میں شامل ہو سکتے ہیں۔

بہ حیثیت صدر صوبہ سرحد ماہر امراض چشم ڈاکٹر ضیاء الاسلام صاحب نے چند گذارشات حکومت کی خدمت میں وزیر صحت موصوف کی توسط سے پیش کیں جو یہ ہیں۔

(الف) آنکھوں کا ایک علیحدہ ہسپتال ہونا چاہیے جس میں تمام ضروری اور جدید سہولت موجود ہو جو کہ صوبہ سرحد۔ پنجاب۔ بلوچستان کے علاوہ شمالی علاقہ جات۔ کشمیر۔ افغانستان اور کئی روسی آزاد ریاستوں اور عرب ممالک کے لئے علاج کا مرکز بن سکتا ہے۔

(ب) تحصیل ہسپتال میں ماہر امراض چشم کا تقرر

(ت) تحصیل و ڈسٹرکٹ ہسپتال میں ماہر امراض چشم کی تعداد دگنی کی جائے۔

(ث) نابینا افراد کے لئے سکول میں جدید سہولت مہیا کی جائے۔

(ج) نابینا افراد کو زکوٰۃ فنڈ سے گزارہ الاؤنس دیا جائے۔

اس کے بعد ڈاکٹر خواجہ شریف الحسن صاحب صدر انجمن امراض چشم پاکستان نے خطاب فرمایا اور تمام مہمانان گرامی حضرات کو خوش آمدید کہا۔ ڈاکٹر صاحب نے ایک نوجوان ڈاکٹر مونس جس کا تعلق ڈاؤ میڈیکل کالج کراچی سے ہے کی تعریف کی جس نے آنکھ کے معائنے کی ایک مشین تیار کی جو کہ اصل مشین کے دس فیصد قیمت پر تیار ہوئی اور زرمبادلہ بچانے کا بہترین طریقہ ہے۔

اس کے بعد ڈاکٹر پروفیسر راجہ ممتاز نے انعام یافتہ افراد کا تعارف کروایا۔ پروفیسر صاحب نے انعام یافتگان ڈاکٹر صاحبان کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے کہا کہ جن خوش نصیب افراد کو میڈل سے نوازا جا رہا ہے یہ ان کے لئے کوئی انعام نہیں بلکہ ہم سب کو اچھا اور بے لوث کام کرنے کی ترغیب ہے ایوارڈ پانے والے افراد یہ ہیں۔

(۱) رمضان علی گولڈ میڈل:- پروفیسر جنرل نسیم احمد کو ملا جو کہ ۱۹۶۳ء سے فوج سے بطور ماہر امراض چشم وابستہ تھے۔ جنرل کے عہدہ پر پہنچنے کے بعد ریٹائرڈ ہوئے آج کل الشفاء ہسپتال میں کام کر رہے ہیں۔ مفت آئی کیمپ کے شوقین اور ہر کیمپ میں ۸۰ سے سو آپریشن کوئی بڑی بات نہیں۔

(۲) نوول کریسٹی گولڈ میڈل ایوارڈ۔ ڈاکٹر اختر جمال خان کو ملا جو کہ کراچی میں ماہر امراض چشم ہیں۔ بنیادی طور پر دیر سے تعلق ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر لطیف چودھری نے اُن کا تعارف کروایا اور امراض چشم

کے گرو کے لقب سے نوازا۔

(۳) ڈاکٹر پروفیسر لطیف چودھری نے تیسرا میڈل ایوارڈ مسٹر گرام لینلٹن کو دیا جن کی خدمات سے ہر کوئی واقف ہے۔ رحمت اللہ کے ساتھ مل کر ۱۹۸۳ء سے اب تک ہزاروں مریض سو فیصد مفت علاج سے مستفید ہو چکے ہیں۔ روزانہ تقریباً ۱۴۰۰ مریض ایک روپے بھی دیئے بغیر دوائی۔ معائنہ علاج۔ آپریشن کی سہولت حاصل کرتے ہیں۔

(۴) برطانیہ سے آئے ہوئے ڈاکٹر جان سکاٹ اور ڈاکٹر چگنل کو پاکستان سوسائٹی برائے امراضِ چشم کی لائف ممبر شپ دی گئی۔

تقریب کے مہمانِ خصوصی جناب عبدالحلیم خٹک صاحب نے گذارشات پر غور اور عمل کی یقین دہانی کروائی اور اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

آخر میں ماہر امراضِ چشم صوبہ سرحد کے سیکرٹری ڈاکٹر نعیم خٹک نے خواتین وحضرات کا شکریہ ادا کیا۔

باقی دو دن مقالوں، سوال وجواب اور لیکچر میں گذرے۔ مہمانوں کو لنڈی کوتل کی سیر بھی کروائی گئی۔

صبا بحسن ادب گو تو غوثِ اعظم را
خدا سپرد بہ تو کارِ ہر دو عالم را
تو آں شہی کہ کنی رد قضائے مبرم را
بری ز خاطر ناشاد محنت و غم را

★ شاہ محمد غوث

اِستفتاء

علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین کی خدمت میں درج ذیل گذارش ہے

سوال :- ایک مولوی صاحب جمعہ کے دِن جامع مسجد باڑہ میں تقریر کرتا تھا اوراس کے ہاتھ میں قرآن کریم بھی تھا اِسی اثناء میں اُس نے قرآن کریم کو ایک ہاتھ میں پکڑ کر دُوسرا ہاتھ اس پر رکھ کر کہنے لگا کہ میں اس قرآن پر ہاتھ رکھ کر کہتا ہوں کہ جو لوگ بسترہ اٹھا کر تبلیغ میں نہ جائیں گے اللہ تعالیٰ کے یہاں اُن کی بخشش نہ ہوگی۔ اور اللہ ان کو کبھی نہ بخشے گا۔ مولوی صاحب کی اس تقریر سے لوگوں میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں اور اکثر لوگ اس سے فکر مند ہوئے سائل اِس موقع پر خود موجود تھا مولوی صاحب کی اس تقریر سے سائل خود بھی بہُت پریشان ہے۔ ازراہِ کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل وضاحت فرما کر مطمئن فرمادیں۔ بیّنوا توجروا ۱۲

سائل خادم علماء چنار گل

موضع دلہ زاک تحصیل وضلع پشاور

۹۵ / ۱۱ / ۱۲

اقول وباللہ التوفیق

الجواب

واضح ہو کہ مولوی مذکور کا مقصد (تبلیغ) سے اگر تبلیغِ احکام دین اسلام ہے تو یہ علماء کرام حضرات کا کام ہے کیونکہ اپنی اُمّت کی رہنمائی کے۔ ۱

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علماء کرام کو منتخب فرمایا اور ارشاد فرمایا:۔
اَلْعُلَمَآءُ وَرَثَۃُ الْاَنبِیَآءِ علماء وارثِ انبیاء ہیں اور انبیاء کی وراثت علم ہے اور یہ خود ظاہر ہے کہ تبلیغ احکام دین بغیر علم ناممکن ہے رب رحیم و کریم نے دُنیا میں جتنے بھی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا ان کو زیورِ علم سے آراستہ فرما کر بھیجا اور معجزات عطا فرمائے جو نگاہِ خلق میں ناممکن تھے اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے خلفاء اور نائبین کو بھی دولتِ علم سے نوازا لہٰذا یہ ذمہ داری علماء حضرات کی ہے کیونکہ احکامِ دین بیان کرنے کا تعلق علم دین سے ہے۔ اور علم دین سے واقف علماء ہی ہوتے ہیں۔ نہ کہ جُہلاء بلکہ بے علموں کے لئے ارشادِ خداوندی ہے قرآن کریم میں فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون ۝ (سورۃ النحل القرآن) اگر تم مسائل دین نہیں جانتے، تو علماء سے رجوع کرو اور یہ حکم رہتی دنیا تک کے بے علموں کے لئے ہے کہ وہ احکام دین مسائل شریعت کو صحیح اور حقّانی علماء سے دریافت کریں۔ شبہات کو دُور کرنے کے لئے رب لایزال نے ارشاد فرمایا۔ قل ھل یستوی الّذین یعلمون والّذین لا یعلمون ۝ (سورۃ زمر ۲۳ القرآن) فرمادے میرے محبوب کہ کیا علم والے اور بغیر علم والے برابر ہیں، بلکہ برابر نہیں ہیں۔ اس سے ثابت ہُوا کہ تبلیغ دین اسلام عالموں کا کام ہے اور بے علموں کا اس پر عمل کرنا کام ہے

انتباہ:۔ مقام افسوس ہے کہ موجودہ معاشرہ میں ہر شخص اپنے آپ کو علامۂ دوراں سمجھتا ہے اور اسی لئے کوئی توقیر علماء کرام کی نہیں ہے بات یہاں تک پہنچ چکی ہے۔ کہ بمصداق ؎

اختلافِ روزگار از حدِّ بالائی گذشت ٭ در مقامِ شیرِ غرّاں خوکِ صحرائی نشست

نگاہِ عوام میں علم اور عالم کی کوئی قدر نہیں لاؤڈ سپیکر میں جو شخص کچھ باتیں کر سکتا ہے بس وہ عالم ہے جیسے کہ شاعر عبدالرحمن بابا نے ص۱۴۹ پہ فرمایا ہے

ے پہ دوکان د نابینا و جوھریانو
خر مہري لعل و گوھر د ھٖو اَیَہ یو دي

اور یہ بیماری آج کل اس لئے بھی زیادہ سرایت کر چکی ہے کہ ہر زبان میں خصوصًا اردو میں تفاسیر قرآن کریم اور مترجم قرآن مجید وعظ اور سیرت وغیرہ کی مذہبی کتابیں چھپ چکی ہیں پھر جس کو کم از کم مڈل میٹرک کی تعلیم ہو وہ تو بڑی آسانی کے ساتھ عالم بن سکتا ہے اور لوگ بھی اس کی عزت عالم ہی کی طرح کرتے ہیں یہ الگ بات ہے کہ وہ کلمہ طیبہ کا معنی بھی صحیح نہ سمجھ سکے اور علوم دین کی ابجد سے بھی واقف نہ ہو۔ ان میں اکثر تو آئمۂ مساجد ہیں جو ناظرہ قرآن پاک صحیح پڑھنے سے قاصر ہیں اور بہت سے مقرر واعظ بنے ہیں ان خودساختہ مولویوں کی نظر میں قرآن کریم اور دین اسلام کا احترام بالکل نہیں انہیں دولت چاہیئے چاہے وہ ریڈیو میں قرأت سے ملے یا ٹی وی میں وعظ سے ملے، یا کیسٹوں میں تلاوتِ قرآن پاک بند کرنے سے ملے جو ہر جگہ سنی جاتی ہے۔ چاہے سننے والے اس کے اہل ہوں یا نہ ہوں۔ وہ زمان و مقام و محل سننے کے لائق ہوں یا نہ ہوں ان نام نہاد ملاؤں کے وعظ دن بھر اگر آپ کیسٹوں میں سنیں گے تو ایک شرعی مسئلے کا بیان اس میں نہ ہوگا۔ اور ہوگا کیسے کہ ان کو تو دولت اور شہرت کمانا ہے۔ یہ دین اسلام کی توہین نہیں تو کیا ہے۔ عوام الناس بھی ان کی حرکتوں سے خوش ہوتے ہیں۔ مثل مشہور ہے اندھوں میں کانا راجہ ہوتا

صحبت میں بیٹھنے کے لئے وقت کی کمی اور دنیاوی مشاغل کی کثرت ان کے آڑے آتی ہے۔ کاش عوام علمائے حقانی کی تمیز کر سکتے اور یہ خودساختہ دنیا پرست مولوی مقام علماء پر براجمان نہ ہوتے ان کے ہاتھوں علماؤں کی شان خاک میں مل گئی وہ علماء جن کی شان میں سید الانبیاء نے ارشاد فرمایا ہے کہ:۔

عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فضل العالم علی العابد کفضل القمر لیلۃ البدر علی سائر الکواکب (الحدیث)

(ترجمہ) عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی تمام تاروں پر، اور فرمایا نبی علیہ السلام نے عبادۃ العالم یوما واحد تعدل عبادۃ العابد اربعین سنۃ۔ وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام یشفع یوم القیامۃ ثلثۃ الانبیاء ثم العلماء ثم الشہداء (الحدیث)

(ترجمہ) عالم کی ایک دن کی عبادت عابد کی چالیس سالہ عبادت کے برابر ہے اور فرمایا نبی علیہ السلام نے کہ شفاعت کریں گے قیامت کے دن تین۔ انبیاء علیہم السلام پھر علماء کرام اور پھر شہدائے عظام۔

وقال مقاتل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذا انتہی المؤمن الی باب الجنۃ یقال لہ لست بعالم ادخل الجنۃ بعملک ویقال للعالم قف باب الجنۃ واشفع للناس (حاشیہ ۱۴ ص ۲۵۳ تفسیر جلالین شریف)

(ترجمہ) حضرت مقاتل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب مومن دروازہ جنت پر پہنچے گا تو فرشتے اس کو کہیں گے تو عالم نہیں ہے جاؤ جنت میں داخل ہو جاؤ اور عالم جب دروازہ جنت پر پہنچے گا تو فرشتے اس کو کہیں گے ٹھہر جاؤ